سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اطاعتِ رسولؐ کے انقلابی اثرات

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم۔ وعدالله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لايشركون بي شيأ ومن كفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون۔ (سورة نور آيت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جولوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کردیا جمادیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

توحیدِ خالص کی برکات:

معزز حضرات! اسی آیت کے بیان کے سلسلہ میں گزشتہ جمعات کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے عرض ہے کہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان گویا ایک قسم کا معاہدہ وعہد و پیمان ہوا کہ اللہ نے فرمایا اے بندے تو میرا ہوجا' مجھے وحدہ لا شریک دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مان لے۔ اگر کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگ۔ میں مالک الملک ہوں عزت وذلت دینا میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ روٹی' کپڑا اور مکان کے حصول کے لئے انسانوں کے قدموں اور چوکھٹ پر پریشانی رگڑنے کی بجائے مجھے رازق و خالق مالک تسلیم کرکے میرے سامنے سر تسلیم کو خم کردو۔ دنیاوی مناصب وعہدوں کے لئے دربدر ٹھوکریں کھانے اور ذلت رسوائی برداشت کرنے کی بجائے مجھے مالک الملوک اور مالک الملک مان لے' میرے علاوہ اور کسی فرد' جماعت اور قوم سے اپنی پریشانیوں اور مشکلات کے ازالہ کی توقعات آرزو وخواہش رکھ کر اپنی عزت نفس دین وایمان کو قربان کرنے کی جگہ صرف مجھ سے توقعات وخواہشات وابستہ کردو۔ میرے ہاں سب کچھ موجود ہے تو میرا ہوجا۔ صرف زبانی کلامی نہیں قلب وجان اور اپنے اعمال وکردار سے مجھے رب العالمین اور مالک حقیقی سمجھ لو۔ پھر آخرت تو ہے ہی تمہاری۔ دنیا اور اس کے اسباب و وسائل کے تمہارے

قدموں میں ڈھیر ہی ڈھیر لگ جائیں گے۔

رحمتِ پروردگار کی وسعتیں:

وہ ذات باری تو مانگنے پر خوش ہوتا ہے تو بے نیاز مت بن' نا امیدی اور مایوسی کو اپنے قریب تک نہ آنے دو۔ اس کی تجلیات تو ہر رات آسمان دنیا پر اتر کر اعلانات کرتی ہے کہ:

انا الرازق من ذی الذی لیسترزقنی ۔میں رزق دینے والا ہوں' کوئی ہے رزق کا طلبگار جو مجھ سے رزق مانگ لے۔

انا الغافر من ذالذی لیستغفرنی ۔میں بخشنے والا ہوں' کوئی ہے جو اپنے گناہوں کے مغفرت کا طلب گار ہو۔رزق دینے والا میں ہوں' کوئی ہے (جس کے رزق میں کمی ہو) مجھ سے رزق طلب کرلے' یعنی ہر قسم کی جائز مشکل کی شکایت کرنے والا ہے۔جس کو مشکل سے نجات دے دوں۔ جب سچی طلب نہ ہو تو پھر یہ شکایت کیوں کہ امت اور ہم مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ایسی قوم کا مقدر تو بطور مکافاتِ عمل' بے چینی وظاہری و معنوی ذلت و درماندگی ہے ہی' سوار ہم اس گاڑی میں ہیں جس کا رخ مثلاً کراچی کی طرف ہے اور طمع وارادہ یہ ہے کہ پشاور پہونچیں گے۔ایسا شخص اگر مجنوں نہیں تو پھر مجنوں کا اطلاق کس پر ہوگا۔

یہ کیسی آزادی ہے: دعوی تو رب العزت کے مالکیت اور خالق ہونے کا کرتے ہیں جبکہ اپنی مشکلات ومصائب کے ازالہ کی توقع اسلام کے دشمنوں سے کی جارہی ہے۔صاحب قاب قوسین اور گنبد خضراء میں آرام فرمانے والے رحمت عالم ﷺ کے امتی اور عاشق ہونے کا زبانی وکلامی اقرار تو بار بار ہوتا ہے جبکہ اپنا ماؤی وملجا اور قبلہ وکعبہ اسی رحمۃ للعالمین کے بد بخت دشمنوں کو سمجھا ہوا ہے۔رگ وریشہ میں اسلام اور مسلم امہ کی قلع قمع کی آرزو رکھنے والے سلاطین وامراء کی محبت رچی بسی ہے ان کے ڈکٹیشن اور احکامات کے بغیر ایک قدم لینا بھی ناممکن ہے ان کے منشاء اور حکم کے غلام اور تابع ہو کر بھی دعوی اپنے آزادی کا کر رہے ہو یہ کیسی آزادی ہے۔اس سے تو بدترین غلامی بھی بہتر ہے۔ملک اپنا' زمین اپنی' وسائل اپنے' مذہب سب سے اعلیٰ وارفع' پیروکار ایسے دین کا جو خیر الامم' امتی ایسے پیغمبر کا جو سید الانبیاء پھر بھی ذلت و خواری' مغلوبیت ومقہوریت' کافروں وغیروں کے دست نگر' اٹھتے بیٹھتے دستِ سوال پھیلا کر صبح وشام حبیب کبریا صلعم سے عداوت کرنے والوں کی قصدہ خوانی' اس کی وجہ اور سبب ایک اور صرف ایک ہے کہ مسلمان من حیث الامہ اللہ سے کئے ہوئے وعدے سے انحراف کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جب ہم اللہ ورسول سے کئے ہوئے وعدہ پر ثابت قدم رہ کر دشمن کے سامنے ڈٹ جائیں' حضور کی سیرت طیبہ اور اسلام کے پاکیزہ دستورِ حیات کو مشعل راہ بنائیں پھر اقتدار بھی مسلمانوں کا عزت ودبدبہ بھی انکا' زمین وآسمان اور کائنات کی تمام اشیاء واسباب انکے مطیع ومددگار بن جائیں گے

سراج منیر کی آمد:

جزیرۃ العرب کے وہی جاہل اور ان پڑھ بدو جن کو شراب نوشی' بداخلاقی' سودخوری' قتل وقتال لوٹ کھسوٹ'

عیاری مکاری، سنگدلی، خرمستی اور بے رحمی جیسے گناہوں سے سکون حاصل ہوتا۔ سراج منیر رحمۃ للعالمین کی امید سے دنیا کی نئی تاریخ اور انسانیت کی از نو تشکیل کا مرحلہ شروع ہوا۔ انہی راہ حق سے بھٹکے ہوئے جاہل لوگوں کو نئی زندگی، نیا ایمان، نیا یقین اور معاشرہ عطا ہوا۔ بڑے بڑے آزمائشوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے ان کے ایمان میں مزید پختگی اور یقین واذعان بڑھتا رہا۔ خلاصہ یہ کہ اپنا سب کچھ حضور کے قدموں میں ڈال کر دل سے فیصلہ کرلیا کہ ہمارے تمام اعمال وکردار اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے مرضیات اور احکامات کے تابع ہوں گے۔ بس پھر کیا تھا، نفسانیت کا خاتمہ ہوا، نہ دنیاوی تکلیف سے گھبراہٹ رہی نہ فقر وفاقہ انکو صراط مستقیم سے ہٹا سکا وحدہ لاشریک کے سچے اور پکے بندے بن کر عدل وانصاف کے علمبردار بن گئے۔ اللہ کے ماسوا کسی اور ظالم وجابر سے ڈرنے کا تصور ہی مٹ گیا۔ ان کے طبائع اور اخلاق میں اس عظیم انقلاب کے صلہ میں مالک لم یزل نے بطور اعزاز واکرام اور ایفائے عہد ساری دنیا کو ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیا، حتیٰ کہ میدان جنگ میں جب ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا فرشتے بھی ان کی مدد کے لئے پہونچ جاتے۔

تیسرے آسمان کی فوجی امداد

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال بینما رجل من المسلمین یومئذ یشتد فی اثر رجل من المشرکین امامه اذا سمع ضربة بالسوط فوقه وصوت الفارس یقول اقدم حیزوم اذ نظر الی المشرک امامه، خر مستلقیاً فنظر الیه فاذا هو قد حطم انفه وشق وجهه کضربة السوط فاخضر ذلک اجمع فجاء الانصاری فحدث رسول الله ﷺ فقال صدقت ذالک من مدد السماء الثالثه فقتلوا یومئذ سبعین واسروسبعین (رواة مسلم)

"جناب ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس دن (یعنی جنگ بدر میں) ایک مسلمان ایک کافر کے تعاقب میں تھا جو اس کے آگے بھاگ رہا تھا (اور مسلمان اس کے قتل کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا) اس مسلمان نے اچانک اس کافر پر پڑتے ہوئے درے یا چابک کی آواز سنی اس کے بعد ایک گھڑ سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ حیزوم اقدام کر۔ اس مسلمان کے آگے دوڑتے ہوئے کافر پر نظر پڑی کہ وہ زمین پر چت پڑا ہوا ہے اور دیکھا کہ اس کافر کی ناک پر نشان پڑا تھا، منہ پھٹا ہوا تھا جو درے کی مارنے کی علامت تھی اور جس جگہ درے کا وار ہوا تھا وہ تمام جگہ سبز وسیاہ ہو چکی تھی۔ اور ناک کا وہ حصہ جس پر درے کا وار ہوا تھا وہ بھی نیلا رنگ اختیار کر گیا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلمان انصاری حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ صلعم نے قصہ سن کر فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے وہ فرشتہ جس نے اس مشرک کو ہلاک کر دیا۔ (اللہ کی طرف سے) تیسرے آسمان کی فوجی امداد کا فرشتہ تھا۔

صحابہ کرام اور تشکر و امتنان:

صحابہ کرام نے صحیح مسلمان کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے مالک رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہوئے' صرف ظاہری اعضا جیسے ہاتھ پیر پیشانی ناک نہیں بلکہ اپنے روح و تصورات کو بھی اسکے حضور حقیرانہ انداز میں جھکا دیا۔ رات کو عبادت' ذکر' تہجد میں مصروف رہے دن کو مخلوق خدا کی خدمت' اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر مجاہدانہ کردار کی ادائیگی کے لئے میدان معرکہ میں سر بکف تیار رہتے' تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف رہنا تو ان کا مزاج بن گیا' ان کا یہی وہ انداز شکر اور ادا تھی جو رب العزت اور پیغمبر کی طرف سے مطلوب تھی۔ ارشاد باری ہے لئن شکرتم لازیدنکم ''اگر تم میرا شکر نعمت پر ادا کرو گے میں نعمتوں میں اور اضافہ کروں گا'' پر عمل کرتے ہوئے ہر حالت میں رب کے شکر گزار رہے' پھر رب تعالٰی کے شان کریمانہ کا مظاہرہ اور ازدیاد نعمت کا وعدہ پورا کرتے ہوئے اپنی رحمتوں اور نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ زمینی مخلوق تو کیا آسمانی مخلوق فرشتے بھی ان کی امداد کے لئے پہونچ جاتے۔ جنگ بدر میں حضرت جبرئیل بھی اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو فتح اور کامیابی سے ہمکنار کرنے اور کفار کو شکست دینے کے لئے بطور معاون پہونچ گئے۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال یوم بدر ھذا جبرئیل آخذ بر اس فرسہ علیہ اداۃ الحرب (رواہ البخاری) ''ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نے جنگ بدر کے موقع پر فرمایا یہ جبرئیل ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں اور آلات جنگ اٹھائے ہوئے ہیں۔''

اللہ کی نصرت کب ہوگی: ان کا یقین کامل تھا کہ عزت و ذلت کے جملہ اسباب ذات باری کے قبضہ قدرت میں ہیں اس کے علاوہ نہ کوئی ذلیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ اس کی مرضی کے بغیر کسی کو اقتدار کے مسند پر بٹھا سکتا ہے۔ جب مسلمانوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا۔ پھر کیا تھا' رزق میں بھی اضافہ' اقتدار بھی ان کا' عزت اور عظمت بھی ان کی مقدر' قیصر و کسریٰ بھی ان کے قدموں کے نیچے' سونے اور چاندی کے ڈھیروں اور چمک میں پلنے والے کافر بادشاہوں کی بیویاں' بیٹیاں ان کی گھروں میں کنیزیں اور خدمت گاروں کی حیثیت سے مصروف تھیں' قیصر و کسریٰ کے لاکھوں کروڑوں دراہم سے مزین تاج مسلمانوں کے گلیوں میں کھلونے بن کر از راہ حقارت مسلمان اور ان کے بچے سروں پر رکھنے کے بجائے قدموں سے روندتے رہے' قربان جایئے اللہ اور اس کے وعدوں سے جو وعدہ فرمایا اسے ایسے انداز میں پورا فرمایا جس کا تصور میں بھی احاطہ کرنا مشکل ہے۔ رضائے مولیٰ کو اپنے زندگی کا مقصد اولین سمجھا تو سمندروں اور دریاؤں پر بھی ان کا حکم چلنے لگا۔

دریائے نیل نے حضرت عمرؓ کا حکم مان لیا۔

اسلام کے شمع کے پروانوں میں ایک مبارک ہستی جن کے واقعات و حالات اور کارنامے آپ حضرات مختلف موضوعات کے دوران سنتے رہتے ہیں' یعنی امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطابؓ جن کے بارے میں ہادی عالمؐ نے

ارشادفرمایا: ماطلعت الشمس علی رجل خیر من عمر (رواہ الترمذی)

ترجمہ: (ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے) جس میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ حضورؐ سے سنا ہے کہ سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمرؓ سے بہتر ہو۔''

ان کے دور خلافت کا مشہور واقعہ ہے کہ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی برکت میں جہاں رب ذوالمنن نے ان کے ہاتھوں بڑے بڑے حکمرانوں کو شکست سے دوچار کروا کر سلطنت اسلامی کے حدود واطراف واکناف تک پھیل گئے۔ انہی کی خلافت میں مصر بھی فتح ہوا' مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاصؓ کو وہاں کا گورنر مقرر کردیا۔ ایک موقع پر مصریوں نے آکر عرض کیا کہ زمانہ قدیم سے ہمارے ہاں کا معمول ہے کہ سال میں ایک دفعہ جوان لڑکی کو اس کے رشتہ داروں وقبیلہ کی مرضی سے بیش قیمت کپڑے وزیورات پہنا کر دریا میں پھینک دیا جاتا ہے اگر یہ عمل ترک کیا جائے تو شہر کے قریب گزرنے والا دریائے نیل بالکل رک کر اس کا پانی خشک ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے کھیت تو کیا انسان وجانور بھی بھوک وافلاس اور قحط سے دوچار ہوجاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان کو کہا کہ اس قسم کے لایعنی اور فاسد تصور وعقیدہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس نے اس غیر شرعی فعل سے لوگوں کو منع کردیا۔ اس دوران حسب سابق جب وہی تاریخ آئی دریا خشک ہوکر پورے علاقہ پر خشک سالی وقحط کا مہیب سایہ پھیلنے لگا' موت وتباہی کے خوف سے یہاں کے رہنے والے یہاں سے نقل مکانی کرنے لگ گئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اس صورتحال سے حضرت عمر بن الخطاب کو مطلع فرمایا۔ انہیں معلوم ہونے پر انہوں نے عمرو بن العاصؓ کے اس حکم کہ آئندہ لڑکی کو دریا کے نذر کرنے کی بے ہودہ رسم بند ہونے کی تائید کردی۔ اور دریا کے نام خط لکھا۔ دریا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے رواں دواں رہتا ہے تو مجھے تم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اگر رب العالمین کے حکم اور مرضی سے تو بہتا ہے تو میں اللہ کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جاری ہوجا۔ گورنر مصر نے یہ مکتوب دریائے نیل میں پھینک دیا۔ چٹ کا دریا میں پھینکنا تھا کہ صبح لوگوں نے آکر دیکھا کہ پانی رواں ہے اور اس کی سطح کئی فٹ بلند ہوچکی تھی۔

اسلام اور اسلامی احکامات کی بدولت وہاں کے باسی اس مذموم رواج کی وجہ سے اپنی جوان وحسین بیٹی بامر مجبوری اپنے ہاتھوں ہلاکت کے لئے دریا میں ڈال دیتے' ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس اذیت ناک عمل سے محفوظ ہوئے۔ یہ بھی وعدہ ربانی کی ایفاء کی ایسی مثال ہے جس سے اگر آج کے مجبور ومقہور اور مغلوب مسلمان عبرت حاصل کرنا چاہیں تو غالب آنے کے تمام بند دروازے ان پر اللہ کھول سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم کیسے ہیں کس مقام پر کھڑے ہیں اور کیوں؟

انشاء اللہ مزید بیان آئندہ جمعہ ہوگا۔ رب العزت ہم اور آپ سب کو حقیقی معنوں میں دین حقہ پر کاربند ہونے کی توفیق رفیق فرمادیں۔